صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

تحقیق کی اہمیت، مقاصد اور عصری معنویت؛ قرآن و حدیث کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

The Importance, Objectives, and Contemporary Relevance of Research: A Specialized Study in the Light of the Qur'an and Hadith

Musawar Saleem
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan
musawar.saleem100@gmail.com

Hamid Mehmood
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan
hamidmehmood7295@gmail.com

Abstract:
Research occupies a central position in Islamic intellectual tradition, where the pursuit of knowledge is regarded as both a religious obligation and a means of understanding divine guidance. The Qur'an repeatedly encourages reflection, observation, critical thinking, and the verification of information, while the Sunnah of Prophet Muhammad (ﷺ) emphasizes truthfulness, authenticity, and intellectual integrity. This study explores the Islamic foundations of research through a qualitative analysis of relevant Qur'anic verses and authentic Hadith. It examines the fundamental principles of evidence-based inquiry, objectivity, ethical responsibility, and the pursuit of beneficial knowledge. The paper further highlights the contribution of Islamic teachings to the development of a systematic research methodology that promotes justice, accuracy, and accountability. The findings demonstrate that Islam provides a comprehensive framework for scholarly investigation that integrates faith with reason and moral values with scientific inquiry. This study concludes that the Qur'an and Hadith continue to offer enduring principles for contemporary academic research and intellectual development.

Keywords: *Islamic Research, Qur'an, Hadith, Knowledge, Research Methodology, Critical Thinking, Islamic Epistemology, Ethics, Evidence-Based Inquiry, Intellectual Tradition*

تحقیق انسانی زندگی میں علم، فہم اور حقیقت تک رسائی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اسلام نے تحقیق اور حصولِ علم کو نہ صرف ایک علمی عمل بلکہ ایک دینی ذمہ داری بھی قرار دیا ہے۔ قرآنِ مجید انسان کو بار ہا غور و فکر، تدبر، تعقل، مشاہدہ اور حقائق کی جستجو کی دعوت دیتا ہے، جبکہ احادیثِ نبوی ﷺ تحقیق، صداقت، امانت اور معلومات کی تصدیق کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی خبر، نظریے یا دعوے کو بغیر تحقیق قبول کرنا درست نہیں، بلکہ اس کی حقیقت جانچنا ضروری ہے۔ یہی اصول اسلامی تہذیب میں علمی و تحقیقی روایت کے فروغ کا سبب بنے اور مسلمانوں نے مختلف علوم میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اسلام تحقیق کو اخلاقی اقدار، دیانت داری اور مستند دلائل کے ساتھ وابستہ کرتا ہے، جس سے علم کی صحت اور افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ عصرِ حاضر میں، جہاں معلومات کی کثرت کے ساتھ غلط معلومات بھی تیزی سے پھیل رہی ہیں، وہاں قرآن و حدیث کے تحقیقی اصول پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ اس مقالہ "تحقیق کی اسلامی بنیادیں: قرآن و حدیث کی روشنی میں" کے موضوع پر قرآن و سنت میں بیان کردہ تحقیقی اصولوں، ان کی فکری و اخلاقی بنیادوں اور موجودہ تحقیقی تقاضوں سے ان کی مطابقت کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلامی تعلیمات تحقیق کے لیے ایک جامع، متوازن اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہیں، جو ہر دور کے علمی اور تحقیقی میدان میں قابلِ عمل ہے۔

تحقیق کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے جو بابِ تفعیل حَقَّقَ يُحَقِّقُ تَحْقِيقًا سے مصدر ہے: مُحَقِّقٌ (تحقیق کرنے والا) مُحَقَّقٌ (تحقیق شدہ)[i]۔ جب کہتے ہیں "حَقَّقَ فُلَانٌ" تو اس کے معنیٰ ہیں فلاں نے تحقیق کی یعنی "اصلیت کو معلوم کیا، دریافت کیا، کھوج لگایا، تفتیش کی، حقیقت کو ثابت کیا۔[ii]

ڈاکٹر سعید الرحمن نے اپنی کتاب رہنمائے تحقیق و تدوین میں تحقیق کے پینسٹھ (65) کے قریب مترادفات ذکر کئے ہیں۔ اور ساتھ وضاحت فرمائی ہے کہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ تحقیق کے مکمل معانی کی ترجمانی کرے، ان میں سے بعض تحقیق کے جزوی مفہوم کو پیش کرتے ہیں۔ جیسے: اثبات، اکتشاف، تمحیص، تشخیص، تفتیش اور تفکیر وغیرہ۔[iii]

ڈاکٹر افتخار احمد خان تحقیق کا مفہوم لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "اس کے اصلی حروف "ح-ق-ق" ہیں۔ حق کا معنیٰ ہے سچ جو کہ باطل کا متضاد ہے جبکہ تحقیق سے مراد ہے: "احقاق الحق واراءة الحقائق کما هي" یعنی حق کو ثابت کرنا اور حقائق کو اسی طرح منظرِ عام پر لانا جیسے وہ ہوں۔[iv]

عربی میں تحقیق کے لیے لفظ "بحث"، انگریزی میں "ریسرچ"، فارسی میں "پژوهش"، اردو میں "تحقیق" اور ہندی میں اس کے لیے "انوسندھان" اور پنجابی میں "کھوج" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

تحقیق (Research) سے مراد کسی موضوع یا مسئلے کی حقیقت تک منظم اور اصولی طریقے سے پہنچنے کا عمل ہے۔ اس میں معلومات کو جمع کرنا، ان کا تجزیہ کرنا اور درست نتائج تک رسائی حاصل کرنا شامل ہے۔ تحقیق کا مقصد محض معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ حقائق کی تلاش، علم میں اضافہ اور نئے پہلوؤں کو دریافت کرنا ہے۔ علمی میدان میں تحقیق دلیل، مشاہدہ اور مستند ذرائع کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے انسان پوشیدہ حقائق کو سمجھتا اور علم کے نئے راستے تلاش کرتا ہے۔

ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ:

"تحقیق غیر منکشف حقائق کی ایک منظم و مربوط تلاش ہے۔ یہ ایک اندازِ کار ہے جس کے ذریعے لوگ مسائل کی گتھیاں سُلجھاتے ہیں اور کوشاں رہتے ہیں کہ انسانی جہل وناواقفیت کی سرحدیں پیچھے دھکیل دیں۔"[v]

آکسفورڈ ڈکشنری میں تحقیق کی تعریف یوں کی گئی ہے

''Endeavour to discover new or collage old facts etc. By scientific study of a subject.''[vi]

"کسی مضمون کے سائنسی مطالعہ سے نئے حقائق دریافت کرنا یا پرانے حقائق کو پرکھنے کی کوشش کرنا۔"

ویسے تو تحقیق کی متعدد تعریفات کی گئی ہیں لیکن سب سے جامع اور مختصر تعریف درج ذیل تعریف معلوم ہوتی ہے۔

علامہ جرجانیؒ لکھتے ہیں۔اَلتَّحقِيْقُ: اِثْبَاتُ الْمَسْئَلَةِ بِدَلِيْلِهَا[vii] یعنی "مسئلہ کو اس کی دلیل کے ساتھ ثابت کرنا تحقیق ہے۔"

According to Dr. Dharmendra Singh Bhadoria research is abbreviation of[viii]

R =stands for Rational Way of thinking.

E=stands for Expert and exhaustive treatment.

S=stands for Search for solution.

E=stands for Exactness.

A=stands for Analysis.

R=stands for Relationship of facts.

C=stands for Critical observation, Careful recording, Constructive attitude.

H=stands for Honesty and hard work.

تحقیق کی اہمیت

تحقیق کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے اور اس کا دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک انسانی عقل فکر و عمل میں مصروف رہے گی۔ موجودہ مسائل کا حل اور ترقی کا راز تحقیق میں ہی مضمر ہے۔ دورِ حاضر کا انسان آج جن علمی، ادبی و سائنسی ترقیوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے وہ سب تحقیق کی مرہونِ منت ہیں۔[ix] عصرِ حاضر میں تحقیق کی اہمیت پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، کیونکہ موجودہ دور علمی، سائنسی، فکری، معاشرتی اور تہذیبی تبدیلیوں کا دور ہے۔ روزمرہ زندگی میں نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور سابقہ تصورات و نظریات کو نئے حالات کے تناظر میں پرکھنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ چنانچہ تحقیق ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے ان مسائل کا علمی تجزیہ، سابقہ تحقیقات کا تنقیدی جائزہ اور نئے حالات کے مطابق قابلِ اعتماد نتائج تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔

تحقیق کی عصری معنویت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ ماضی، حال اور مستقبل کے درمیان علمی رابطہ قائم کرتی ہے۔ ماضی کا علمی سرمایہ کسی بھی معاشرے کی فکری اساس ہوتا ہے، لیکن اس سرمایہ کو موجودہ دور کے مسائل سے مربوط کیے بغیر اس کی عملی افادیت مکمل طور پر سامنے نہیں آسکتی۔ جدید تحقیق سابقہ علمی ذخیرے کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تنقیدی مطالعہ کرتی ہے، اس میں موجود مضبوط اور کمزور پہلوؤں کو واضح کرتی ہے اور پھر موجودہ حالات کی روشنی میں اس سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔

عصر حاضر میں نت نئے چیلنجز اور درپیش مسائل کے حل لیے "تحقیق" کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کسی بھی چیز کی اہمیت کا اندازہ اس کی ضرورت سے ہوتا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں انسان کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں؛ اس لیے مختلف شعبوں میں ضروریات کے پیش نظر "تحقیق" کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے؛ چونکہ ہم لوگ اسلامیات کے طالب علم ہیں؛ اس لیے ہماری تحقیق کا دائرہ علوم اسلامیہ کے گرد ہو گا۔[x]

قرآن کی روشنی میں تحقیق کی اہمیت

عربی زبان میں تحقیق کے لیے "بحث" کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ لفظ قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾[xi]

"پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اس (قاتل) کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے۔ (کوے کو دیکھ کر) وہ کہنے لگا: "افسوس! میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا" ازاں بعد وہ اپنے کیئے پر نادم ہوا۔"

قرآن میں بحث (تحقیق) کے مترادفات

اگرچہ بحث (تحقیق) کا لفظ تو قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے لیکن اس کے مترادفات متعدد مقامات پر آئے ہیں اور قرآنِ کریم میں بار بار غور و فکر، تدبر اور کائنات کے حقائق پر تحقیق کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن مجید کی تقریباً 700 سے زائد آیات ایسی ہیں جن میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔[xii]

تدبر کا معنیٰ و مفہوم اور قرآن میں حکم

تدبر کا مفہوم کسی معاملے کے انجام، عاقبت اور اس کے ممکنہ نتائج پر غور و فکر کرنا ہے۔ پھر اس کے مطابق لائحہ عمل بنانا اور اسی بات کا نام تدبیر ہے۔[xiii]

امام زجاج فرماتے ہیں کہ "التدبر: النظر في عاقبة الشيء"[xiv]

"تدبر سے مراد کسی چیز کے انجام اور اس کے نتائج پر غور و فکر کرنا ہے۔"

اور ابن فارس کہتے ہیں کہ "دبر: الدال والباء والراء. أصل هذا الباب أنَّ جُلّه في قياسٍ واحد، وهو آخِر الشَّيء"[xv]

"دبر " (دال، باء اور راء) کے مادے کی اصل یہ ہے کہ اس کے اکثر معانی ایک ہی بنیادی مفہوم کی طرف لوٹتے ہیں، اور وہ ہے **کسی چیز کا آخری حصہ، انجام یا پچھلا کنارہ۔**

امام جرجانیؒ نے تدبر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "عبارة عن النظر في عواقب الأمور، وهو قريب من التفكر، إلا أن التفكرَ تصرفُ القلب بالنظر في الدليل، والتدبر تصرفه بالنظر في العواقب"[xvi]

"تدبر سے مراد امور کے انجام اور ان کے نتائج پر غور و فکر کرنا ہے۔ یہ تفکر سے بہت قریب ہے، البتہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ تفکر دلیل میں غور کرنے کے لیے دل کی فکری کاوش کا نام ہے، جبکہ تدبر انجام اور عواقب پر غور کرنے کے لیے دل کی فکری کاوش کو کہتے ہیں۔"

تدبر پر قرآنی آیات: قرآن مجید میں یہ مادہ (د، ب، ر) 44 مرتبہ آیا ہے اور تدبر کا لفظ 04 مرتبہ آیا ہے۔[xvii]

ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: " أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا"[xviii]

"تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا "[xix]

"تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، اور اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔"

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان: " أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا۟ ٱلْقَوْلَ أَمْ جَآءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ ءَابَآءَهُمُ ٱلْأَوَّلِينَ "[xx]

"تو کیا انھوں نے اس بات میں خوب غور نہیں کیا، یا ان کے پاس وہ چیز آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ "[xxi]

"یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔"

تذکر کا معنیٰ و مفہوم اور قرآن میں حکم

ابن منظور الافریقی نے کہا ہے " الفِكر : إعمالُ الخاطِر في الشيء. "[xxii]

فکر: کسی چیز میں غور و فکر کرنا، ذہن لگانا، اور اس کے بارے میں سوچ بچار کرنا۔

امام جوہری نے کہا ہے کہ التفکر : "التَّأمُّلُ، والاسمُ الفِكْرُ، والمصدر الفَكْرُ، بالفتح. "[xxiii]

تفکّر سے مراد **تأمّل (غور و فکر)** ہے۔ اور اس کا اسم **فِکر** ہے، جبکہ مصدر **فَکر** ہے، جس میں **فاء پر زبر (فتحہ)** ہے۔

ابن القیمؒ نے **"منزلۃ الفکرۃ"** میں فکر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "هي تحديق القلب إلى جهة المطلوب التماسًا له "[xxiv]

"فکر یہ ہے کہ دل کو مطلوب چیز کی طرف اس کی تلاش میں متوجہ اور مرکوز کیا جائے"

امام شرباصی کہتے ہیں: "التفكر بالمعنى الأخلاقي الإسلامي القرآني : هو أن ينظر الإنسان في الشيء على وجه العبرة والعظة، لتقوية جوانب الخير والصلاح، ومقاومة دواعي الشر والفساد. "[xxv]

"قرآنی اور اسلامی اخلاقی مفہوم کے اعتبار سے تفکّر یہ ہے کہ انسان کسی چیز میں عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے مقصد سے غور کرے، تاکہ خیر و صلاح کے پہلوؤں کو مضبوط کرے اور شر و فساد کے اسباب و محرکات کا مقابلہ کرے۔"

وقال القرطبي في تفسير قوله تعالى : " وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ " : التفكر في قدرة الله تعالى ومخلوقاته والعِبر منها، ليكون ذلك أزيد في بصائرهم : وفي كل شيءٍ له آيةٌ تدُلُّ على أنه واحد.[xxvi]

امام قرطبیؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی مخلوقات اور ان سے حاصل ہونے والی عبرتوں میں غور و فکر کرنا، تاکہ یہ غور و فکر ان کی بصیرتوں میں مزید اضافہ کا سبب بنے۔"

شیخ ابن عثیمینؒ فرماتے ہیں: التفكُّر هو أن الإنسان يُعمل فكره في الأمر حتى يصل فيه إلى نتيجة.[xxvii]

"تفکّر یہ ہے کہ انسان کسی معاملے میں اپنی فکر و سوچ کو اس وقت تک استعمال کرے، یہاں تک کہ وہ اس معاملے کے بارے میں کسی نتیجے تک پہنچ جائے۔"

تفکر پر قرآنی آیات: یہ مادہ قرآن مجید میں 18 بار استعمال ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ماضی کے ساتھ اور 17 بار مضارع کے ساتھ[xxviii]

قرآنِ مجید میں تفکر کی اہمیت اور اس کی ترغیب پر متعدد آیات ہیں۔ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

" لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُۥ خَٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ ٱللَّهِ ۚ وَتِلْكَ ٱلْأَمْثَٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ"[xxix]

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو یقیناتو اسے اللہ کے ڈر سے پست ہونے والا، ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا دیکھتا اور یہ مثالیں ہیں ہم ان لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ "[xxx]

"اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک جوڑا دو دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ "[xxxi]

"واضح دلائل اور کتابیں دے کر اور ہم نے تیری طرف یہ نصیحت اتاری، تاکہ تو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دے جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"[xxxii]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھی سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کی طرف (جا کر) آرام پاؤ اور اس نے تمھارے درمیان دوستی اور مہربانی رکھ دی، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔"

تذکر کا معنٰی و مفہوم اور قرآن میں حکم

معجم الغنی میں ہے کہ ''تَذَكُّرُ الْمَعْلُومَاتِ: هو اِسْتِرْجَاعُهَا بَعْدَ تَحْصِيلِهَا.''[xxxiii]

معلومات کو حاصل کرنے کے بعد دوبارہ یاد کرنا یا انہیں ذہن میں واپس لانا۔

دکتور احمد مختار لکھتے ہیں: ''استعادة الصور، والمعاني الذهنيَّة الماضية عفوًا، أو عن قصد.''[xxxiv]

"گزشتہ ذہنی تصورات اور معانی کو خود بخود یا قصد و ارادے سے دوبارہ ذہن میں لانا۔"

ویکیپیڈیا الموسوعۃ الحرۃ میں ہے کہ "و يأتي بمعنى اتعظ واعتبر ، ويشير التذكر إلى العملية الذهنية لاستعادة معلومات من الماضي، ويُعتبر أحد العمليات الجوهرية التي تجري في الذاكرة، إلى جانب الترميز للمعلومات وتخزينها.''[xxxv]

"یہ **نصیحت حاصل کرنے اور عبرت پکڑنے** کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور **تذکّر** سے مراد ماضی کی معلومات کو دوبارہ ذہن میں لانے کا ذہنی عمل ہے۔ اسے **حافظے میں ہونے والے بنیادی ذہنی اعمال** میں سے ایک سمجھا جاتا ہے، جس کے ساتھ **معلومات کی ترمیز (Encoding)** اور **ذخیرہ اندوزی** بھی شامل ہیں۔"

شیخ خالد عثمان بن السبت لکھتے ہیں:"ان التذكر هو ثمرة التفكر ونتيجته وهو أعلى من التفكر لأن التفكر في الواقع طلبٌ للتذكر فالتفكر يكون بتحريك العقل و إجالته في الأمور من أجل أن يحصل التذكر." [xxxvi]

"بے شک تذکّر، تفکّر کا ثمرہ اور اس کا نتیجہ ہے، اور یہ تفکّر سے اعلیٰ ہے؛ کیونکہ حقیقت میں تفکّر، تذکّر کے حصول کی کوشش کا نام ہے۔ پس تفکّر یہ ہے کہ انسان عقل کو حرکت دے اور امور میں اسے غور و فکر کے لیے متوجہ کرے، تاکہ تذکّر حاصل ہو سکے۔"

تذکر پر قرآنی آیات: یہ مادہ (ذ، ک، ر) قرآن مجید میں مختلف صیغوں کے ساتھ تقریباً 268 مرتبہ استعمال ہوا ہے جن میں تقریباً 154 مقامات پر فعلی صیغے ہیں اور 114 مقامات پر الذکر اور اس کے اسمی مشتقات وارد ہوئے ہیں۔[xxxvii]

ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **" وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ"**[xxxviii]

"اور وہ لوگوں کے لیے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: **" تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ"**[xxxix]

"وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: **" وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ "**[xl]

"اور بلاشبہ ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کی ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: **" إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"**[xli]

"بے شک اللہ عدل اور احسان اور قرابت والے کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

تعقل کا معنیٰ و مفہوم اور قرآن میں حکم

ابن فارس لکھتے ہیں: أصل مادة (عقل) تدل على حُبسةٍ في الشيء أو ما يقارب الحبسة. من ذلك العقل، وهو الحابس عن ذميم القول والفعل.[xlii]

"مادہ (عقل) کی اصل کسی چیز میں روک اور بندش یا اس کے قریب المعنی کیفیت پر دلالت کرتی ہے۔ اسی سے عقل ہے، اور عقل وہ ہے جو انسان کو بری بات اور برے کام سے روکتی ہے۔"

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: هو القوة المتهيئة لقبول العلم، ويقال للعلم الذي يستفيده الإنسان بتلك القوة عقل.[xliii]

"یہ وہ قوت ہے جو علم کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتی ہے، اور اس علم کو بھی عقل کہا جاتا ہے جسے انسان اس قوت کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔"

ڈاکٹر احمد مختار لکھتے ہیں:"التعقل تعني الإدراك والتمييز ، وتعني تفكّر، وتدبَّر، وفهم وأدرك ، بمعنى ناقش المسألةَ بفكرٍ مُتعقِّل ليعقِّل الأمرَ على حقيقته."[xliv]

"تعقّل کے معنی ادراک اور تمیز کے ہیں۔ اس کے معنی غور و فکر کرنا، تدبر کرنا، سمجھنا اور ادراک کرنا بھی آتے ہیں، یعنی کسی معاملے کو عقل و فہم کے ساتھ غور و فکر کرتے ہوئے اس کی حقیقت کو سمجھنا۔"

المنجد فی اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ میں تعقل کا معنیٰ یوں بیان کیا گیا ہے: ''تفكُّر،تصرُّفٌ بتَحْكيم العقل أو الاهْتِداءُ به لتجنُّب أَخْطاء مُمْكنة أو وُقُوع ضَرَر: في المواقِف الحَرِجة تَقُومُ الجسارةُ مقامَ التَّعقُّل.''[xlv]

تعقل: "غور و فکر کرنا، عقل کو حکم بنا کر عمل کرنا یا عقل کی رہنمائی اختیار کرنا، تاکہ ممکنہ غلطیوں یا نقصان کے واقع ہونے سے بچا جا سکے۔"

مثال: نازک حالات میں جسارت، **تعقّل کی جگہ لے لیتی ہے۔**

تعقل پر قرآنی آیات: یہ مادہ (ع،ق،ل) اپنے مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن مجید میں تقریباً 49 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ماضی کے ساتھ اور 48 مرتبہ مضارع کے ساتھ[xlvi]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: " وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"[xlvii]

"اور اس نے تمھاری خاطر رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا اور ستارے اس کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"[xlviii]

"اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے بھی، جس سے تم نشہ آور چیز اور اچھا رزق بناتے ہو۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً ایک نشانی ہے جو سمجھتے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: " وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"[xlix]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمھیں خوف اور طمع کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے، پھر زمین کو اس کے ساتھ اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔"

تدبر، تفکر، تذکر اور تعقل کو مسلمان کی عبادات میں نہایت بلند مقام حاصل ہے۔ یہ عقل کے اہم ذرائع اور آلات ہیں جن کے ذریعے انسان حق اور ہدایت کو پہچانتا ہے، یقین پر مبنی علم حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ پر اور اس کی نازل کردہ آیات، واقعات، مثالوں، احکام اور حکمت پر ایمان لاتا ہے، ان کی تصدیق کرتا ہے، ان سے نصیحت و عبرت حاصل کرتا ہے اور ان کے احکام پر عمل کر دیتا ہے۔

یہی عقلی عمل علوم و معارف کی کنجی ہیں۔ انہی کے ذریعے صاحبِ عقل ہر خیر تک پہنچتا ہے اور بندہ جتنا زیادہ تدبر، تفکر، تذکر اور تعقل سے کام لیتا ہے، اتنا ہی اس کے علم، عمل، بصیرت، ایمان اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے جذبے میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

حدیث کی روشنی میں تحقیق کی اہمیت

احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی تحقیق اور سچائی کی تلاش کو دین کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، کیونکہ بغیر تحقیق کے کسی بات پر یقین کرنا یا اسے پھیلانا معاشرتی فساد اور ذاتی گمراہی کا سبب بن سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے علم اور تحقیق کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

فإنَّما شِفاءُ العِيِّ السُّؤالُ[1]

تو بے شک نہ جاننے کا علاج (تحقیق اور) سوال کر لینا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اجتہاد (شرعی مسئلہ میں تحقیق) کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ [li]

جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد (حقیقت کو سمجھنے کی بھرپور کوشش) کرے، پھر وہ حق بجانب ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے، پھر وہ (فیصلے میں) غلطی کر جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ میں تحقیقی ذوق پیدا کرنے کے لیے ان سے سوالات کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک بار آپ ﷺ نے کھجور کے درخت کی مثال دے کر صحابہ سے پوچھا کہ وہ کون سا درخت ہے جو مومن کے مشابہ ہے۔[lii]

امام ابن بطال کے مطابق اس کا مقصد شاگردوں کے ذہنوں میں مسائل کو راسخ کرنا اور ان میں سوچ بچار کا مادہ پیدا کرنا تھا۔[liii]

وحی اور عقل کا حسین امتزاج

اسلامی تعلیمات میں تحقیق کو ایک بنیادی علمی قدر کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ اسلام انسان کو حقائق تک رسائی اور درست علم کے حصول کی ترغیب دیتا ہے۔ اگرچہ علم کا بنیادی اور یقینی ذریعہ وحیِ الٰہی ہے، تاہم قرآنِ کریم انسان کو عقل و شعور کے استعمال، کائنات میں غور و فکر اور حقائق کی جستجو کی مسلسل دعوت دیتا ہے۔ اسلام میں عقل کو تحقیق کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اسے وحیِ الٰہی کی رہنمائی کے تابع رکھا گیا ہے۔ قرآن انسان کو محض تقلید کی بجائے تدبر، تفکر اور مشاہدے کے ذریعے حقیقت تک پہنچنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ [liv]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں عقل مندوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کے مشاہدے اور اس میں غور و فکر کرنے والوں کو "اُولُوا الاَلْبَابِ" یعنی عقل رکھنے والے افراد قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں تحقیق کا آغاز عقل، مشاہدے اور تدبر سے ہوتا ہے۔ وحی انسان کو صحیح سمت فراہم کرتی ہے جبکہ عقل حقائق کو سمجھنے اور ان پر غور کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسلامی تحقیقی منہج میں عقل کو اہم مقام حاصل ہے، لیکن اسے وحی کی حدود اور رہنمائی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی توازن اسلامی فکر کو محض عقلی نظریات یا صرف مادی مشاہدات سے ممتاز کرتا ہے۔

قرآن و حدیث میں بلا تصدیق تشہیر کی ممانعت

قرآن کے مطابق تحقیق میں سچائی اور حق کی تلاش سب سے اہم ہے۔ یہ اصول جدید دور کی "Evidence-based Research" (ثبوت پر مبنی تحقیق) کا بنیادی اصول ہے۔

قرآن اہل ایمان کو حکم دیتا ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں پر انحصار نہ کریں بلکہ ہر خبر کی تحقیق و تصدیق کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[lv]

"اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔"

اسی طرح اللہ رب العالمین نے منافقین کے اس عمل کی مذمت بیان فرمائی کہ وہ جو خبر سنتے اسے مشہور کر دیتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا[lvi]

"اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔"

علامہ آلوسیؒ اس آیت کے متعلق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ: اس آیت میں کسی بات کی تحقیق سے قبل اس کو بیان کرنے پر انکار ہے۔[lvii]

حدیث نبوی میں بھی قرآن مجید کی طرح خبر کی تحقیق و تصدیق پر زور دیا گیا ہے اور بلا تحقیق اس خبر کی تشہیر سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَفَىٰ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ[lviii]

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق آگے بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ انسان جب کسی خبر کی حقیقت جانے بغیر اسے دوسروں تک پہنچاتا ہے تو وہ دانستہ یا نادانستہ جھوٹ کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتا ہے۔ اسلام میں سچائی، امانت اور ذمہ داری کو بنیادی اخلاقی اقدار قرار دیا گیا ہے، اس لیے معلومات کی صحت جانچنا ضروری ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعصب سے پاک ہو کر مستند ذرائع سے معلومات حاصل کرے۔ یوں یہ حدیث اسلامی تحقیق کے ان بنیادی اصولوں کی ترجمانی کرتی ہے جن میں تصدیق، احتیاط اور حقائق کی تلاش کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

حقائق کی تلاش، انبیاء کا شیوہ

کسی معاملہ کی حقیقت کو جاننا اور منزل پانے کی جستجو کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے۔

- حضرت ابراہیمؑ نے جب لوگوں کو شجر و حجر وغیرہ کی پرستش کرتے دیکھا تو نظامِ کائنات میں غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ رب العالمین کے علاوہ کوئی چیز بھی اس لائق نہیں کہ اسے معبود ٹھہرایا جائے۔

ارشادِ ربانی ہے کہ:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿﴾ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿﴾[lix]

"پھر جب رات نے اس پر اندھیرا کیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرے گا تو میں ضرور گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب آفتاب کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہی میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔"

- حضرت سلیمانؑ کے پاس ہدہد پرندہ ایک خبر لے کر آیا تو انھوں نے فرمایا: عنقریب ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے تھا۔[lx]
- حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر واپسی کے سفر میں راستہ بھٹک گئے تو اس پریشانی کے عالم میں آپ کو آگ دکھائی دی تو آپ راستہ پانے کی تلاش میں آگ پر پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى[lxi]

"جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید کہ میں اس سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کوئی رہبر پاؤں۔"

- حضرت موسیٰؑ نے جب حضرت خضرؑ کے چند ایسے امور دیکھے جو بظاہر خلاف شریعت تھے تو ان کی حقیقت جاننے کے لیے سوال کر دیے۔[lxii]
- نبی کریم ﷺ کا طرزِ عمل بھی یہ تھا کہ آپ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی خبر پہنچتی، آپ ﷺ اس کی تہہ تک پہنچنے کے لیے سوالات کرتے اور شواہد کا جائزہ لیتے۔ جب واقعہ افک پیش آیا تو آپ ﷺ حقیقتِ حال اور لوگوں کی آراء جاننے کے لیے ایک ایک سے استفسار کرتے نظر آتے ہیں۔[lxiii]

علومِ حدیث میں تحقیق کی اہمیت

علومِ حدیث میں تحقیق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ احادیثِ نبوی ﷺ دینِ اسلام کے اہم ترین ماخذات میں سے ایک ہیں۔ محدثینِ کرام نے احادیث کی صحت و صداقت کو جانچنے کے لیے تحقیق کے اعلیٰ اصول وضع کیے۔ راویوں کے حالات، سند کی تحقیق، متن کا جائزہ اور روایت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ علومِ حدیث کے بنیادی تحقیقی مراحل ہیں۔ محدثین نے بغیر تحقیق کسی روایت کو قبول نہیں کیا، بلکہ ہر حدیث کی مکمل چھان بین کی۔ علمِ جرح وتعدیل اسی تحقیقی منہج کی ایک عظیم مثال ہے جس کے ذریعے راویوں کی ثقاہت کو پرکھا گیا۔ قرآنِ کریم بھی خبر کی تحقیق اور تصدیق کا حکم دیتا ہے تاکہ غلط معلومات کے پھیلاؤ سے بچا جاسکے۔ حدیث کی تحقیق نے اسلامی علمی روایت کو مضبوط بنیاد فراہم کی اور صحیح وضعیف روایات میں فرق واضح کیا۔ آج کے دور میں بھی علومِ حدیث کے تحقیقی اصول علمی دیانت، احتیاط اور مستند معلومات کے حصول کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[lxiv]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔"

عصرِ حاضر میں اسلامی تحقیقات کی ضرورت

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کے لیے آیا ہے۔ بدلتے ہوئے معاشرتی حالات، تہذیبی اختلافات اور جدید مسائل نے ایسے بہت سے سوالات پیدا کر دیے ہیں جن کے اسلامی حل کے لیے محض روایتی معلومات کافی نہیں، بلکہ مستند، غیر جانب دار اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تحقیق ناگزیر ہے۔ اسلامی تحقیق کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ جدید مسائل کو قرآن و سنت اور اسلامی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں سمجھا جائے اور لوگوں کو واضح اور قابلِ اعتماد رہنمائی فراہم کی جائے۔

1. سائنسی و تکنیکی ترقی کے نئے مسائل

سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو بے شمار سہولتیں دی ہیں، لیکن ساتھ ہی ایسے مسائل بھی پیدا کیے ہیں جو پہلے موجود نہیں تھے۔ مثلاً خلا میں سفر کرنے والے شخص کے لیے نماز کے اوقات اور قبلہ کا تعین کیسے ہو گا؟ ہوائی جہاز میں سفر کے دوران نماز اور روزے کے اوقات کیسے متعین کیے جائیں؟ آبدوز میں موجود شخص کس سمت نماز ادا کرے گا؟ اس طرح کے سوالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اسلامی محقق جدید سائنسی حقائق کو سمجھ کر ان پر شرعی اصولوں کا اطلاق کرے۔

2. جدید طبی مسائل اور اسلامی رہنمائی

طب کے میدان میں ہونے والی غیر معمولی ترقی نے بھی متعدد نئے شرعی مسائل پیدا کیے ہیں۔ اعضا کی پیوند کاری، ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے نسب کا تعین، جنس کی تبدیلی، جدید آپریشنز اور دیگر طبی تجربات ایسے موضوعات ہیں جن پر جذباتی رائے کے بجائے قرآن و سنت، فقہی اصولوں اور جدید طبی معلومات کی روشنی میں سنجیدہ تحقیق ضروری ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ مریض، ڈاکٹر اور عام مسلمان کسی الجھن میں مبتلا نہ رہیں بلکہ انہیں واضح شرعی رہنمائی مل سکے۔

3. اسلامی بینکاری اور معاشی مسائل

موجودہ دور میں سود سے پاک اسلامی بینکاری کا قیام ایک اہم علمی اور عملی ضرورت ہے۔ سود کی حرمت مسلم ہے، لیکن جدید مالی معاملات کی مختلف صورتوں پر سود کی تعریف اور اس کے اطلاق کے حوالے سے اہلِ علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اسلامی معاشیات کے ماہرین جدید بینکاری نظام کا گہرا مطالعہ کریں اور ایسے اصول اور عملی طریقے وضع کریں جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق بھی ہوں اور جدید معاشی نظام کی ضروریات کو بھی پورا کر سکیں۔ اس سے عوام کے اندر موجود بے یقینی اور اضطراب بھی کم ہو گا۔

4. جدید ذرائع ابلاغ اور ٹیکنالوجی کا شرعی استعمال

انٹرنیٹ، موبائل فون، ٹی وی، کمپیوٹر، کیمرہ اور سوشل میڈیا نے انسانی زندگی کا انداز بدل دیا ہے۔ ان ذرائع کے مثبت اور منفی دونوں پہلو موجود ہیں۔ موسیقی، تصاویر، ویڈیوز اور دیگر ڈیجیٹل مواد کے استعمال کے حوالے سے مسلمانوں کو مختلف سوالات درپیش ہیں۔ اس لیے اسلامی محقق کی ذمہ داری

ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کو اس کی اصل حقیقت اور استعمال کے مختلف پہلوؤں کے ساتھ سمجھتے ہوئے اس کے شرعی احکام واضح کرے، تاکہ لوگ افراط و تفریط کے بجائے متوازن اسلامی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

5. مستشرقین کے اعتراضات کا علمی جواب

اسلام، قرآن مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ کے بارے میں مستشرقین کی جانب سے مختلف اعتراضات اور شبہات پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ ان اعتراضات کا جواب جذبات یا محض دفاعی انداز میں دینے کے بجائے مضبوط علمی دلائل، مستند تاریخی شواہد اور اسلامی مصادر کی روشنی میں دینا ضروری ہے۔ اسلامی محقق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا دفاع کرتے ہوئے نہ تو معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرے اور نہ ہی علمی دیانت کو نظر انداز کرے۔

قرآن وسنت میں تحقیق کا دائرہ کار

قرآن مجید میں یہ بھی واضح فرمادیا گیا کہ انسان کی تحقیق کی مجال کیا ہے کہ اسے کس میدان میں تحقیق کرنی چاہیے اور کس میں نہیں، کیونکہ انسان کا علم، سمجھنے کی صلاحیت اور زندگی محدود ہے اور علم تو بحر بے کنارہ ہے تو ایسا نہ ہو کہ کہیں انسان غیر اہم یا لاحاصل کی تحقیق میں اصل مرکز اور بنیادی مقصد سے دور ہٹ جائے اور اپنی متاع عزیز کھپا دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا[lxv]

یہ آیت تحقیق کے ایک بنیادی اصول کی وضاحت کرتی ہے کہ انسان کو ہر معاملے میں علم، دلیل اور تحقیق کو بنیاد بنانا چاہیے۔ قرآن نے انسان کو بغیر علم کے کسی بات کو ماننے یا پھیلانے سے روکا ہے۔ ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ مستند ذرائع سے معلومات حاصل کرے اور حقائق کی جانچ کے بعد کوئی رائے قائم کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ[lxvi]

"تو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ پیچھے لگتے ہیں ان آیات کے جو ان میں سے متشابہ ہیں فتنے کی تلاش میں اور ان کی حقیقت وماہیت معلوم کرنے کے لیے"

قرآن نے تحقیق کو تین دائروں میں تقسیم کیا ہے:

1. آفاق: کائنات، طبعیات، فلکیات اور حیاتیات کا مطالعہ

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ[lxvii]

"عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں دنیا کے کناروں میں اور ان کے نفسوں میں دکھلائیں گے، یہاں تک کہ ان کے لیے واضح ہو جائے کہ یہی حق ہے۔"

2. انفس: انسانی نفسیات، وجود اور سماجی رویوں کا مطالعہ

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم[lxviii]

"کیا انھوں نے اپنی جانوں میں غور نہیں کیا۔"

3. تاریخ: ماضی کی قوموں کے عروج وزوال کا مطالعہ

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ[lxix]

"بلاشبہ یقیناً ان کے بیان میں عقل والوں کے لیے ہمیشہ سے ایک عبرت ہے۔"

اسلامی تحقیق کے مقاصد

تحقیق کا بنیادی مقصد کسی موضوع یا مسئلے کے حقائق کو منظم اور علمی طریقے سے دریافت کرنا ہے۔ تحقیق کے ذریعے پوشیدہ حقائق کو سامنے لایا جاتا ہے اور علم کے دائرے کو وسیع کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد درست معلومات حاصل کرنا، غلط نظریات کی اصلاح کرنا اور نئے علمی پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے۔ تحقیق مسائل کے اسباب کو سمجھنے اور ان کے مناسب حل تلاش کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے ذریعے موجودہ علم کا تنقیدی جائزہ لے کر اس میں بہتری پیدا کی جاتی ہے۔ تحقیق کا ایک اہم مقصد مستند شواہد اور دلائل کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنا بھی ہے۔ علمی تحقیق انسانی فکری ترقی، معاشرتی اصلاح اور علمی ارتقاء کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیق کا مقصد حق کی تلاش، حقیقت کی پہچان اور مفید علم کا فروغ ہے۔

قرآن کی رُو سے تحقیق کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

1. توحید اور معرفتِ الٰہی کا حصول

تحقیق کا سب سے اعلیٰ اور بنیادی مقصد کائنات کے حقائق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور عظمت کو پہچاننا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے علم اور تحقیق انسان کو اپنے خالق کی معرفت اور اس کی نشانیوں میں غور و فکر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کائنات کا ہر نظام، اس کی ترتیب اور اس میں موجود حکمتیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی واضح دلیل ہیں۔ ایک محقق جب کائنات کے مظاہر کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ ان کے پیچھے کارفرما عظیم حکمت اور خالق کی قدرت کو محسوس کرتا ہے۔ قرآنِ کریم نے ایسے لوگوں کو عقل مند قرار دیا ہے جو کائنات میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نظامِ کائنات پر غور و فکر کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[lxx]

"جو اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔"

2. عبرت ونصیحت کا حصول

تحقیق کا ایک اہم مقصد ماضی کے واقعات، اقوام کے حالات اور انسانی تجربات کا مطالعہ کر کے ان سے سبق حاصل کرنا ہے۔ قرآنِ مجید نے سابقہ اقوام کے واقعات کو محض تاریخی معلومات کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ ان میں انسانوں کے لیے عبرت اور نصیحت کے پہلو رکھے ہیں۔ تاریخ کا تحقیقی مطالعہ انسان کو قوموں کے عروج وزوال کے اسباب سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ قرآن انسان کو زمین میں سفر کرنے، گزشتہ قوموں کے آثار دیکھنے اور ان کے انجام پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ حقائق سے آگاہ ہو سکے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ[lxxi]

"زمین میں چلو پھر و اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟"

3. عدل وانصاف کا قیام

اسلامی تعلیمات میں تحقیق کو حقائق کی تلاش اور سچائی کی گواہی سے وابستہ کیا گیا ہے۔ ایک محقق کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تعصب، ذاتی مفاد اور خواہشات سے بالاتر ہو کر حقائق کو درست انداز میں پیش کرے۔ قرآنِ کریم نے اہلِ ایمان کو عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دینے کا حکم دیا ہے، جو تحقیق کے میدان میں غیر جانب داری اور دیانت داری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ تحقیق کا مقصد کسی خاص نظریے کو ثابت کرنا نہیں بلکہ حقیقت کو واضح کرنا اور حق کو سامنے لانا ہے۔ ایک کامیاب محقق وہی ہے جو مستند شواہد کی بنیاد پر نتائج اخذ کرے اور علمی امانت کا خیال رکھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا[lxxii]

"اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، خواہ وہ گواہی خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین اور رشتہ داروں کے خلاف۔ اگر کوئی امیر ہو یا فقیر، اللہ دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے، پس خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ، اور اگر تم نے حق کو توڑا مروڑا یا اعراض کیا تو بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

4. علمی دیانت اور تحقیق کا اخلاق

اسلامی تعلیمات میں علمی دیانت کو تحقیق کی بنیادی روح قرار دیا گیا ہے۔ ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم کے حصول، معلومات کے تجزیے اور نتائج کی پیشکش میں مکمل سچائی اور امانت داری اختیار کرے۔ تحقیق کا مقصد حقائق کو واضح کرنا ہوتا ہے، نہ کہ ذاتی خواہشات یا نظریات کی تائید کرنا۔ علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ محقق مستند ذرائع کا استعمال کرے، حوالہ جات کی درستگی کا خیال رکھے اور دوسروں کے علمی کام کو تسلیم کرے۔ اسلام جھوٹ، تحریف، حقائق چھپانے اور غلط معلومات پھیلانے کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ ایک بااخلاق محقق تحقیق کے دوران تعصب، مفاد پرستی اور غیر منصفانہ رویوں سے اجتناب کرتا ہے۔ قرآنِ کریم انسان کو حق بات کہنے اور امانتوں کو ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، جو علمی تحقیق میں بھی بنیادی اصول ہیں۔

تحقیق میں دیانت داری اختیار کرنے سے علم کی صحت، اعتماد اور افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ محدثینِ کرام نے احادیث کی جانچ کے لیے جو اصول قائم کیے، وہ علمی دیانت کی بہترین مثال ہیں۔ انہوں نے روایت کے ہر پہلو کو پرکھا اور صرف مستند معلومات کو قبول کیا۔ عصرِ حاضر میں بھی ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحقیق کے اخلاقی اصولوں کو ملحوظ رکھے۔ علمی دیانت نہ صرف تحقیق کو مضبوط بناتی ہے بلکہ معاشرے میں علم کے احترام اور اعتماد کو بھی فروغ دیتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے سچی اور دیانت دار تحقیق ایک علمی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ ایک اخلاقی فریضہ بھی ہے۔

5. حق وباطل میں امتیاز پیدا کرنا

تحقیق کا ایک اہم مقصد حق اور باطل کے درمیان واضح امتیاز قائم کرنا ہے تاکہ انسان صحیح اور غلط، سچ اور جھوٹ، اور حقیقت وگمراہی میں فرق کر سکے۔ اسلام میں تحقیق کا مقصد کسی نظریے کی اندھی تقلید نہیں بلکہ دلائل، شواہد اور عقل کی بنیاد پر حقائق تک پہنچنا ہے۔ قرآنِ کریم بار بار انسان کو غور و فکر، تدبر اور دلیل کے ساتھ حق کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ ایک محقق جب غیر جانبداری کے ساتھ مختلف آراء اور دلائل کا جائزہ لیتا ہے تو وہ حقیقت تک پہنچنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلامی تحقیق کا مقصد تعصب سے بالاتر ہو کر حق کی تلاش اور اس کا اظہار کرنا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ[lxxiii]

"اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور نہ جان بوجھ کر حق کو چھپاؤ۔"

6. انسانی فلاح و بہبود کا فروغ

اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیق کا مقصد ایسا علم حاصل کرنا ہے جو انسانیت کے لیے فائدہ مند ہو اور معاشرے کی ترقی، اصلاح اور خوشحالی کا ذریعہ بنے۔ تحقیق کے ذریعے ایسے مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے جو افراد اور معاشرے کو درپیش ہوں۔ اسلام ہر اس علم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسانوں کے لیے نفع بخش ہو اور انہیں خیر و بھلائی کی طرف رہنمائی کرے۔ ایک کامیاب محقق اپنی تحقیق کو انسانی خدمت، سماجی اصلاح اور عوامی مفاد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اس طرح تحقیق نہ صرف علمی ترقی بلکہ انسانی فلاح و بہبود کا بھی مؤثر ذریعہ بنتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[lxxiv]

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

7. کائنات میں غور و فکر اور سائنسی حقائق کی دریافت

اسلام تحقیق کو محض دینی علوم تک محدود نہیں کرتا بلکہ انسان کو کائنات، فطرت اور تخلیق کے اسرار و رموز پر غور و فکر کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآنِ کریم میں بارہا آسمانوں، زمین، سورج، چاند، پہاڑوں، سمندروں اور دیگر مخلوقات میں تدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس غور و فکر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ادراک کرنے کے ساتھ ساتھ کائنات کے قوانین کو سمجھنا اور انسانیت کے فائدے کے لیے ان سے استفادہ کرنا بھی ہے۔ یہی طرزِ فکر سائنسی تحقیق، مشاہدے اور تجربے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب کی علمی ترقی بھی اسی قرآنی دعوتِ تدبر کا نتیجہ تھی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ[lxxv]

"کہہ دیجیے! غور کرو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ موجود ہے۔"

8. علم میں اضافہ اور اہلِ علم کے مقام کا ادراک

تحقیق کا ایک بنیادی مقصد علم میں اضافہ کرنا اور نئی معلومات کو منظم انداز میں پیش کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں علم کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اور قرآنِ کریم انسان کو مسلسل علم حاصل کرنے اور اس میں اضافہ کی دعا سکھاتا ہے۔ ایک محقق اپنی تحقیق کے ذریعے موجودہ علمی ذخیرے میں اضافہ کرتا ہے، نئے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے اور آئندہ آنے والے محققین کے لیے علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ تحقیق علم کے فروغ، فکری ارتقاء اور معاشرتی ترقی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اسلام ایسے علم کو باعثِ فضیلت قرار دیتا ہے جو انسان کو اللہ کی معرفت، معاشرے کی اصلاح اور انسانیت کی خدمت کی طرف رہنمائی کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا[lxxvi]

"اور دعا کیجیے: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

خلاصہ

اس مضمون میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیق کے اصول، اہمیت اور مقاصد کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اسلام نے تحقیق کو علم کے حصول، حقیقت کی تلاش اور فکری ترقی کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآنِ کریم انسان کو غور و فکر، تدبر، مشاہدہ اور حقائق کی تصدیق کی دعوت دیتا ہے، جبکہ احادیثِ نبوی ﷺ تحقیق، صداقت اور علمی دیانت کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیق کا مقصد صرف معلومات جمع کرنا نہیں بلکہ صحیح علم تک رسائی، حقائق کی پہچان اور انسانی فلاح ہے۔ اسلامی منہجِ تحقیق میں وحی اور عقل کا حسین امتزاج، دلیل و برہان کی اہمیت، خبر کی تصدیق اور غیر جانب داری بنیادی اصول ہیں۔ علومِ حدیث میں محدثینِ کرام کا تحقیقی طریقہ اس بات کی واضح مثال ہے کہ اسلام نے مستند علم کے حصول کے لیے مضبوط اصول فراہم کیے۔ قرآن نے تذکر، تفکر اور تدبر کے ذریعے انسان کو غور و فکر اور نتائج اخذ کرنے کی تعلیم دی۔ اسلامی تحقیق اخلاقی اقدار، دیانت داری اور انصاف کے ساتھ علم کی جستجو کا نام ہے۔ موجودہ دور میں جب غیر مصدقہ معلومات تیزی سے پھیل رہی ہیں، قرآن و حدیث کے تحقیقی اصول پہلے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ مقالہ واضح کرتا ہے کہ اسلام تحقیق کے لیے ایک جامع، متوازن اور اخلاقی نظام فراہم کرتا ہے جو ہر دور کے علمی تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

حوالہ جات

---

[i] ابراهيم مصطفیٰ ،المعجم الوسيط،ج:1،ص:188،المکتبة الاسلاميه،استنبول-ترکی
[ii] ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی ، لسان العرب ، ماده "ح-ق-ق"، ج:10،ص:52، دار المصادر،1414ھ ابن منظور افريقی
[iii] ڈاکٹر سعید الرحمن بن نور حبیب،رہنمائے تحقیق و تدوین ،ص:36-38 ، اپریل 2026(برقی ایڈیشن)
[iv] ڈاکٹر افتخار احمد خان،اُصولِ تحقیق ، ص: 31،ناشرِ شمع بکس پبلشرز،اشاعت ِچہارم،جون 2025
[v] نجم الاسلام ، مترجم : تحقیق کی چند تعریفات،در مجله تحقیق ص371تا 373،دوسرا شماره،شعبہء اردو ، سندھ یونیورسٹی1988ء
[vi] ممبئی1982 آکسفورڈ یونیورسٹی ، آکسفورڈ ڈکشنری ،ص: 8844ایڈیشن ساتواں
[vii] الجرجانی، میرسید علی بن محمدعلی، التعریفات،حرف التاء،ص: 75، دار الريان للتراث
[viii] Research Methodology In Physical Education, page 3,www.slidesshare.net
[ix] ڈاکٹر افتخار احمد خان،اُصولِ تحقیق ، ص: 39،ناشرِ شمع بکس پبلشرز،اشاعت ِچہارم،جون 2025
[x] مولانا غازی عبدالرحمن قاسمی،فن تحقیق اور عصری تقاضے،ماہنامه دارالعلوم ، شماره1، جلد:100 ، ربیع الاول1437 ہجری مطابق جنوری2016،باختلاف یسیر
[xi] سورة المائدة:30-31
[xii] ڈاکٹر محمد ہمایون عباس شمس ،مقالات تحقیق،ص:118،شمع بکس،ستمبر 2015
[xiii] کیلانی، مولانا عبدالرحمان، مترادفات القرآن،ص: 656، دار السلام ، لاہور،جنوری 2015
[xiv] ابن الجوزی،عبدالرحمان، زاد المسیر فی علم التفسیر،ج:1،ص: 438، مکتبه مدرسة الفقاهة
[xv] بن فارس،ابو الحسین احمد،معجم مقاييس اللغة،ج:2،ص:224،دار الجيل ودار الفكر – بيروت،1969-1972
[xvi] الجرجانی،علی بن محمد بن علی بن زین، التعریفات، ج:1،ص:54،دار الكتب العلميه بيروت –لبنان،1983
[xvii] عبدالله جلغوم،المعجم المفهرس الشامل،باب الدال،ج:1،ص:496،مرکزتفسیر للدراسات القرآنيه،الطبعة الاولیٰ،2015/ موسوعة التفسير الموضوعی،ج:08،ص:225
[xviii] سورة محمد:24
[xix] سورة النساء:82
[xx] سورة المؤمنون:68
[xxi] سورة ص:29

[xxii] ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، ج:5،ص: 65،دار المصادر ،1414ھ
[xxiii] الجوهری، ابو نصر اسماعیل بن حماد ، منتخب من صحاح الجوهری،ص:3962،الغریب والمعاجم و لغة الفقه، مصدر؛ مکتبه الشامله
[xxiv] ابن القیم،ابو عبدالله محمد بن ابی بکر،مدارج السالکین،ج؛1،ص؛224،دار ابن حزم-بیروت، الاولی،2019ء
[xxv] الشرباصي ، الدکتور احمد ،موسوعه اخلاق القرآن ،ج: 1 ، ص: 226،دار الرائد العربی
[xxvi] القرطبی، ابو عبدالله محمد بن احمد ،الجامع لاحکام القرآن، ج:4،ص:313،دار الکتب المصریه-القاهره
[xxvii] عثیمین، محمد بن صالح بن محمد، شرح ریاض الصالحین،ج:1،ص:576،دار الوطن للنشر -الریاض
[xxviii] محمد فواد عبدالباقی،المعجم المفهرس للالفاظ القرآن الکریم،ص:723، 970،مکتبه رحمانیه،سن ن،اردو بازار لاہور/موسوعة التفسیر الموضوعی،ج:09،ص:282
[xxix] سورة الحشر :21
[xxx] سورة الرعد: 03
[xxxi] سورة النحل:44
[xxxii] سورة الروم:21
[xxxiii] ابو العزم عبدالغنی، معجم الغنی،حرف التاء(3)،ص:1320،رقم الکتاب فی المکتبة الشاملة :3083
[xxxiv] الدکتور احمد مختار عبدالحمید عمر ،معجم اللغة العربیة المعاصرة، مادة(ذ-ک -ر)1968،ج :1،ص:815،عالم الکتب- القاهرة،2008
[xxxv] ،تذکر،ویکیبیدیا الموسوعة الحرة https://ar.wikipedia.org/wiki/
[xxxvi] الشیخ خالد بن عثمان سبت،المقالات/التفکر/التذکر هو ثمرة التفکر https://knowingallah.com/ar/articles/
[xxxvii] لفظ الذکر فی القرآن ،اسلام ویبhttps://www.islamweb.
[xxxviii] سورة البقرة:221
[xxxix] سورة ابراهیم:25
[xl] سورة الزمر :27
[xli] سورة النحل:90
[xlii] ابن فارس،ابو الحسین احمد،معجم مقاییس اللغة،ج:4،ص:69،دار الجیل ودار الفکر – بیروت،1969-1972/موسوعة التفسیر الموضوعی،ج:24،ص:94
[xliii] الاصفهانی،امام راغب،ابو القاسم الحسین بن محمد،ص:577،دار القلم،دمشق-بیروت،الطبعة الاولی،1412ھ
[xliv] احمد مختار عمر،معجم اللغة العربیة العاصرة،ج1، ص: 1531،عالم الکتب -القاهرة،الطبعة الاولی2008
[xlv] صبحی حموی، المنجد فی اللغة العربیة المعاصرة،ص:1003،دارالمشرق،بیروت-لبنان
[xlvi] محمد فواد عبدالباقی،المعجم المفهرس للالفاظ القرآن الکریم،ص:367، 687، 1016،مکتبه رحمانیه،سن ن،اردو بازار لاہور
[xlvii] سورة النحل:12
[xlviii] سورة النحل:67
[xlix] سورة الروم:24
[l] امام ابو داؤد ،سلیمان بن اشعث،سنن ابی داؤد،کتاب الطهارة،باب فی المجروح یتیمم،رقم الحدیث:366
[li] امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری،صحیح مسلم،کتاب الاقضیة،باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطا،رقم الحدیث:4487
[lii] امام بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب العلم ،باب قول المحدث حدثنا او اخبرنا او انبانا،رقم الحدیث 61:
ابن بطال،علی بن خلف،ابو الحسن،شرح صحیح البخاری،الریاض،مکتبة الرشد،1423ھ،جلد1،صفحه[liii]141
[liv] سورة آل عمران: 190-191
سورة الحجرات:[lv]6
سورة النساء[lvi]
آلوسی، شهاب الدین ،محمد بن عبدالله،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی،مکتبه امدادیه ملتان [lvii]

[lviii] امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، أورده مسلم في مقدمةالصحيح ،رقم الحديث: 5
[lix] سورة الانعام: 76-79
[lx] سورة النمل :27
[lxi] سورة طٰہٰ:10
[lxii] سورة الكهف:71-82
[lxiii] امام بخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری ،کتاب المغازی، باب حدیث الافک،حدیث: 4141
[lxiv] سورة الحجرات: 6
[lxv] سورة الإسراء: 36
[lxvi] سورة آل عمران: 7
[lxvii] سورة فصلت : 53
[lxviii] سورة الروم:08
[lxix] سورة يوسف : 111
[lxx] سورة آل عمران: 191
[lxxi] سورة الانعام: 11
[lxxii] سورة النساء:135
[lxxiii] سورة البقرة: 42
[lxxiv] سورة البقرة: 42
[lxxv] سورة يونس: 101
[lxxvi] سورة طٰہٰ: 114